ٹائی اور ٹوپی

مولانا قاری محمد حنیف جالندھری

میں لندن سے دوبئی آرہا تھا، میرے ساتھ والی نشست پر ایک درمیانی عمر کا شخص بیٹھا تھا۔اس نے میرا حال سوال پوچھا اور میں نے اس کا۔اس نے اپنا نام آرنلڈ بتلایا۔وہ اصلاً جرمن تھا۔مگر گذشتہ آٹھ سال سے وہ انگلینڈ میں ہی مقیم تھا۔اس نے بتلایا کہ وہ پی ایچ ڈی کررہا ہے۔مجھے اس کی اردو پر حیرت ہورہی تھی، میں نے پوچھا آپ نے اردو کہاں سے سیکھی ہے؟ وہ مسکرا کر بولا میں تین سال پاکستان میں رہا ہوں، میری بیوی اور بچے بھی اردو بول لیتے ہیں۔میری بیوی کو سیاحت کا شوق ہے، اس نے پورے پاکستان کا وزٹ کیا ہے اور پھر ایک کتاب بھی لکھی ہے۔آرنلڈ سے مختلف موضوعات پر بات ہوتی رہی، آخر میں، ہم مذہب پر آگئے۔اس موضوع پر ہماری گفتگو تقریباً تین گھنٹے تک جاری رہی۔دوران گفتگو آرنلڈ نے ایک سوال جو مجھ سے پوچھا وہ یہ تھا کہ آپ ٹوپی کیوں پہنتے ہیں؟ میں نے آرنلڈ سے کہا آپ کے اس سوال کا جواب بڑا آسان ہے لیکن میں یہ جواب ذرا بعد میں دوں گا، پہلے آپ میرے ایک سوال کا جواب دیں۔میرا سوال یہ ہے کہ آپ ٹائی کیوں باندھتے ہیں؟ میرا سوال سن کر آرنلڈ نے پہلی اپنی ٹائی کی طرف اور پھر میری طرف دیکھا، اس کے چہرے پر گھبراہٹ کے اثرات نمایاں تھے، جنہیں وہ چھپانے کی کوشش کررہا تھا۔یہ ٹائی دراصل ہمارے لباس کا حصہ ہے اور یہ خوبصورت بھی تو لگتی ہے۔میں نے کہا آپ کو خوبصورت لگتی ہوگی، ہمیں تو یہ بالکل اچھی نہیں لگتی بلکہ ہمیں تو حیرت ہوتی ہے کہ ایک اچھا بھلا انسان اپنے گلے میں پٹہ کیوں ڈال لیتا ہے حالانکہ اس کا کوئی فائدہ بھی نہیں ہے، الٹا نقصان ہے۔اگر آپ لوگ ایک غیر مفید بلکہ نقصان دہ چیز کو محض اس بناء پر پہنتے ہیں کہ وہ آپ کے لباس کا حصہ ہے تو پھر آپ خود ہی بتائیں ہماری ٹوپی پر آپ کا اعتراض بلا جواز ہے یا نہیں؟ میں نے اپنی بات جاری رکھتے ہوئے کہا، اس موضوع پر کئی لوگوں سے میری گفتگو ہوئی ہے لیکن آج تک کوئی شخص بھی مجھے ٹائی کا کوئی ایک فائدہ بھی نہیں بتلا سکا۔بلکہ میں تو سمجھتا ہوں ٹائی انتہائی نقصان دہ چیز ہے۔

میں نے دیکھا ہے لڑائی جھگڑے کے دوران لوگ ٹائی پکڑ کر کھینچتے ہیں اور گلے میں پڑا یہ پھندا نقصان کا سبب بن جاتا ہے کئی واقعات ہم نے سنے ہیں کہ اسکول میں ایک بچے نے دوسرے بچے کی ٹائی پکڑ کر کھینچی، جس سے بچے کا سانس بند ہوگیا اور اسے ہسپتال لے جانا پڑا۔دوسری طرف ٹوپی کا جہاں تک معاملہ ہے تو مذہب اور ثقافت سے ہٹ کر بھی اگر دیکھا جائے تو اس کے کئی فوائد ہیں۔ڈاکٹر کہتے ہیں سردیوں میں سر کو گرم رکھنا چاہیے۔ٹوپی سے یہ مقصد خود بخود حاصل ہوجاتا ہے، اسی طرح سخت گرمی میں بھی سر کو ڈھانپ کر رکھنا چاہیے۔یہ مقصد بھی ٹوپی سے حاصل ہوجاتا ہے۔پھر انسان کے جسم کے وہ حصے جو ننگے ہوتے ہیں مثلاً ہاتھ، چہرہ اور پاؤں وغیرہ تو ان پر مٹی وغیرہ پڑ جاتی ہے۔چہرے

،ہاتھ اور پاؤں کو تو ہم دن میں کئی دفعہ دھو سکتے ہیں مگر سر کو تو بار بار دھونا مشکل ہے لہٰذا اگر سر پر ٹوپی ہوگی تو یقیناً گرد وغیرہ سے حفاظت ہوگی اور سر گندا نہیں ہوگا۔ آرنلڈ بڑی توجہ سے میری باتیں سن رہا تھا۔

میں نے کہا اگر آپ غور کریں تو ٹوپی عظمت اور شان کی علامت ہے۔ پرانے زمانے میں بادشاہ تاج پہنتے تھے۔ آج کے زمانے میں فوج اور پولیس والے ٹوپی کو ایک اعزاز سمجھ کر استعمال کرتے ہیں۔ آج تک کسی نے فوج پر اعتراض کیا ہے نہ پولیس پر۔ آخر کیا وجہ ہے کہ یہی ٹوپی جب کوئی مسلمان استعمال کرتا ہے اس پر لوگ اعتراض کرنا شروع کر دیتے ہیں؟ بلکہ اب تو مسلمانوں پر تنقید کرنا فیشن بن چکا ہے۔ مغرب کا یہ رویہ بہت افسوس ناک ہے۔ آپ دیکھیں اگر کوئی شخص مونچھیں رکھے تو اس پر کسی کو نہ صرف یہ کہ کوئی اعتراض نہیں ہوتا بلکہ اسے داد دی جاتی ہے اور اگر مونچھیں زیادہ بڑی ہوں تو بعض دفعہ انعامات سے بھی نوازا جاتا ہے۔ لیکن اگر کوئی شخص داڑھی رکھ لیتا ہے تو اس پر اعتراض شروع ہو جاتا ہے کچھ لوگ استہزا کے طور پر داڑھی والوں کو ''صوفی'' کہتے ہیں۔ اگر جواباً انہیں ''مچھلو'' کہا جائے تو انہیں بڑا برا لگتا ہے۔ آخر ایسا کیوں ہے؟

آج مغرب ہمارے ہر عمل اور ہر بات پر اعتراض کرتا ہے، ہمارا مذہب، ہماری ثقافت، ہماری معاشرت، ہماری تعلیم غرض ہر ہر چیز پر مغرب کو اعتراض ہے۔ وہ یہ چاہتے ہیں کہ ہم لوگ اپنا مذہب، اپنی ثقافت اور اپنی معاشرت چھوڑ کر ان کا مذہب، ان کی ثقافت اور معاشرت اختیار کر لیں۔ اور اگر ہم ایسا نہیں کرتے تو ہم بنیاد پرست ہیں اور بنیاد پرست ہونا گویا کہ ایک جرم ہے۔ مغرب یہ چاہتا ہے کہ اگر ہم ان جیسے نہیں ہو سکتے تو پھر کم از کم درجہ یہ ہے کہ ہم اپنی زبانیں بند رکھیں، قرآن کو غلافوں میں لپیٹ کر صندوق میں رکھ دیں، احادیث پر عمل کرنا چھوڑ دیں، صحابہ کرام کی زندگیوں کا تذکرہ نہ کریں اگر کوئی ایسا کرے گا تو وہ دہشت گرد ہوگا اور جو دہشت گرد ہوگا وہ مغرب کا دشمن ہوگا۔ اب چونکہ کچھ مسلمان اپنے مذہب، ثقافت، معاشرت، قرآن و حدیث، خدا، رسول اور صحابہ کی بات کرتے ہیں لہٰذا ایسے مسلمان دہشت گرد ہیں اور مغرب کے دشمن ہیں۔ آرنلڈ! اب آپ ہی بتائیں کیا مغرب کا یہ رویہ درست ہے؟ آرنلڈ کے پاس ان باتوں کا کوئی جواب نہ تھا وہ خاموش رہا۔ میں نے کہا مغرب حقوق کی بات کرتا ہے۔ یورپ میں جانوروں، کتوں، بلیوں کے حقوق کی تنظیمیں بھی ہیں۔ یہاں عورتوں کے حقوق کی بات ہوتی ہے لیکن اگر کوئی عورت پردہ کرنا چاہے تو اس کا حق عورت کو کیوں نہیں دیا جاتا؟ اس پر آرنلڈ نے کہا وہ دراصل برقعہ جو ہے اس سے سیکیورٹی کا مسئلہ پیدا ہوتا ہے۔ میں نے کہا برقعے سے سیکیورٹی کا مسئلہ پیدا ہوتا ہے، تو دوپٹے سے کیا مسئلہ پیدا ہوتا ہے۔ سب سے پہلے آپ کو برقعے پر یہ اعتراض ہوا، پھر چادر پر، پھر دوپٹے پہ، اس کے بعد آپ کو مکمل جسم ڈھانپنے پر اعتراض ہوگا اور آپ کا یہ اعتراض اس وقت تک جاری رہے گا جب تک مسلمان عورتیں اور بچیاں جینز (Jeans) نہ پہننا شروع کر دیں۔ آپ کے ہاں اکثر لوگ اوور کوٹ پہنتے ہیں، اس کے نیچے بھی بہت کچھ چھپایا جا سکتا ہے مگر آپ نے کبھی اوور کوٹ پر تو اعتراض نہیں کیا؟

اب معاملہ یہ ہے کہ ہم مسلمان مغرب کے کہنے پر اپنا سب کچھ چھوڑ تو نہیں سکتے۔ آپ ٹائی پہننا اعزاز سمجھتے ہیں جب کہ ہم ٹوپی پہننے کو اعزاز سمجھتے ہیں۔ ٹوپی اور ٹائی ہمارے لباس کا حصہ ہے۔ الحمد للہ ہمارے مدارس کا ایک چھوٹا سا بچہ بھی اسے اعزاز سمجھتا ہے۔ یورپ کے بچے کو ٹائی سے محبت ہے تو ہمارے بچے ٹوپی اور پگڑی سے محبت کرتے ہیں۔ جس طرح کوئی بادشاہ اپنا تاج نہیں چھوڑ سکتا، جیسے کوئی جرنیل اپنی کیپ پہ کمپرومائز نہیں کر سکتا، اسی طرح ہمارے مدارس کا ایک چھوٹا بچہ بھی اپنی پگڑی اور ٹوپی پہ سودے بازی نہیں کر سکتا۔ آرنلڈ نے میری باتوں سے اتفاق کیا، آج کل وہ اس موضوع پر کتاب لکھ رہا ہے۔ ☆☆